رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۲۵

اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

تار کا پتہ: الفضل قادیان

روزنامہ الفضل قادیان

THE DAILY

ALFAZL, QADIAN

ایڈیٹر غلام نبی

قیمت دو پیسے

جلد ۲۳ | مورخہ ۱۱ رمضان ۱۳۵۴ھ | یوم یکشنبہ | مطابق ۸ دسمبر ۱۹۳۵ء | نمبر ۱۳۶

چیف جسٹس عدالتِ عالیہ لاہور کی شاندار معدلت گستری

غلط شہادتیں گھڑنے والوں کے خلاف سخت ریمارکس

"الفضل" کے ایک گزشتہ پرچہ میں یہ ذکر کیا جا چکا ہے۔ کہ کس طرح آنریبل سر ڈگلس ینگ چیف جسٹس عدالت عالیہ لاہور نے اعلےٰ درجہ کے تدبر اور مقتضیاتِ انصاف کو پیش نظر رکھتے ہوئے اور غیر معمولی طور پر ذاتی تکلیف اٹھا کر موقعہ کا معائنہ کرنے کے بعد دو بے گناہ نوجوانوں کو پھانسی کے تختہ سے اتار لیا۔ ہمیں معلوم ہوا ہے۔ ابتدائی عدالت میں بھی ملزمین کی طرف سے یہ بات پیش کی گئی تھی۔ کہ موقعہ کا ملاحظہ کیا جائے۔ لیکن اسے کچھ وقعت نہ دیتے ہوئے ملزمین کو انتہائی سزا دے دی گئی۔ حالانکہ اس عدالت کے لئے موقعہ کا معائنہ کرنا نہایت آسان تھا۔ اور ادھر دو نوجوانوں کی زندگی اور موت کا سوال تھا۔ لیکن یہی بات جب ہائیکورٹ میں چیف جسٹس اور جسٹس منرو کے سامنے پیش کی گئی۔ تو انہوں نے اسے نہایت وزنی قرار دیا۔ اور بذات خود ایک معمولی سے قصبہ لودھراں میں جا کر موقعہ دیکھنا ضروری سمجھا۔ ان کی یہ تکلیف فرمائی رائیگاں نہ گئی۔ بلکہ اس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ ایک طرف تو ملزمین کی بے گناہی ثابت ہو گئی۔

اور انہیں موت کے مونہہ سے بچا کر انسانیت کی بہت بڑی خدمت سرانجام دینے کا موقعہ مل گیا اور دوسری طرف یہ امر واضح ہو گیا۔ کہ ایسے مقدمات کو عدالت میں پیش کرنے والے سرکاری ملازمین کا طریق عمل بہت بڑی صلاح کا محتاج ہے ؛

چنانچہ اس مقدمہ میں چیف جسٹس اور جسٹس منرو نے دونوں ملزمین کو بالکل بےقصور پا کر بری کرتے ہوئے جو فیصلہ صادر کیا ہے اور جس کا ذکر حال ہی میں اخبارات میں آیا ہے اس میں پولیس کے تفتیش کنندہ افسروں کے خلاف اس لئے شدید ریمارکس کئے گئے ہیں۔ کہ انہوں نے غلط شہادت پیش کر کے بے گناہ انسانوں کو انتہائی سزا دلوانے کی کوشش کی۔ فاضل ججوں نے اپنے فیصلہ میں لکھا ہے۔ کہ ذمہ وار افسروں کی ایسی حرکات ناقابل معافی ہیں۔ اور اس پر زیادہ زور دینے کی وجہ یہ قرار دی ہے۔ کہ اگر اس ایک مقدمہ میں ہی ایسی کارروائی کی جاتی تو شائد صورتِ حالات اتنی غیر تسلی بخش نہ ہوتی۔ لیکن گزشتہ سال کے دوران میں ہمارے سامنے بار بار ایسے مقدمات پیش ہوئے ہیں۔ جن میں

فرضی شہادت بنائی گئی ہے۔ اس خطرناک صورتِ حالات کو بدلنے کے لئے لکھا ہے ہم پولیس افسران اور دیگر اشخاص کو متنبہ کرنا چاہتے ہیں۔ کہ جو شخص فرضی شہادت بناتا ہے۔ اس پر مقدمہ چل سکتا ہے۔ اس کو محکمہ سے برخاست کیا جا سکتا ہے۔ اور سب سے بڑی بات یہ ہے۔ کہ اس کی گردن پر ایک بے گناہ کا خون رہتا ہے۔ پولیس کو چاہیئے کہ مقدمہ کو اصلی شکل میں عدالتوں کے سامنے پیش کرے۔ اپنی طرف سے فرضی شہادت کا اضافہ نہ کرے۔ یہ عدالت کا فرض ہے کہ ملزم کے بےقصور یا قصوروار ہونے کے متعلق فیصلہ کرے۔ استغاثہ کا یہ فرض نہیں ہے۔ کہ قبل از وقت ملزم کے جرم کا اندازہ لگائے اور عدالت کو دھوکہ دے کر جھوٹی شہادت پر مبنی فیصلہ دینے کے لئے آمادہ کرے ؛

یہ بات اس قدر ضروری اور اہم ہے۔ کہ ہر ایک پولیس افسر کو اچھی طرح ذہن نشین کرا دینی چاہیئے۔ اور اگر ماتحت عدالتیں بھی اس امر کو پیش نظر رکھیں۔ اور پولیس کے طریق عمل کو اپنی نگاہ میں رکھیں۔ تو نہ صرف ان عدالتوں کا وقار بہت بڑھ سکتا ہے۔ بلکہ کئی بے گناہ انسانوں کی جانیں بچ سکتی ہیں ؛

مذکورہ بالا مقدمہ میں استغاثہ کی کہانی یہ تھی۔ کہ ملزمان عاشق محمد اور صادق محمد اور ایک وعدہ معاف گواہ خدا بخش نے ایک چھ سالہ ہندو لڑکی کو زیورات مالیتی نو سو روپے کی خاطر گلا گھونٹ کر مار دیا۔ پولیس نے لاش

برآمد کر لی۔ اور کچھ زیورات بھی برآمد کئے۔ شہادت میں یہ قلمبند کیا گیا تھا۔ کہ ملزمان نے اپنے مکان کی ایک کوٹھڑی میں زمین کھود کر زیورات برآمد کر کے دیئے۔ اس شہادت کی بناء پر دونوں ملزموں کو سزائے موت دے دی گئی ؛

اپیل میں ملزمین کی طرف سے اس امر پر زور دیا گیا۔ کہ بیان کردہ کوٹھڑی کا فرش اس قسم کا ہے۔ کہ اس میں استغاثہ کے بیان کے مطابق کھود کر زیورات نکالنا ناممکن ہے۔ اور فرش نیا نہیں۔ بلکہ پرانا ہے ؛

اس پر فاضل ججان نے بذات خود لودھراں جا کر موقعہ دیکھا۔ اور ان کی تسلی ہو گئی۔ کہ جس طریقہ سے شہادت میں لکھا گیا ہے۔ اس طرح زیورات کی برآمدگی ناممکن ہے۔ اور برآمدگی کی شہادت گھڑی گئی ہے ؛

امید ہے۔ کہ عدالت عالیہ کے اس اعلیٰ و دانش طریق عمل کا جو اس نے اس مقدمہ میں دکھایا اور ان ریمارکس کا جو اس فیصلہ میں کئے۔ متعلقہ لوگوں پر مفید اثر پڑے گا۔ اور وہ اس طریق عمل کو ترک کر دیں گے جس کی نسبت فاضل ججوں نے سخت ناپسندیدگی کا اظہار کیا ہے۔ لیکن مقدمات میں بناوٹی شہادتیں گھڑنے کی خرابی چونکہ بہت گھر کر چکی ہے۔ جیسا کہ فاضل ججان کے ریمارکس سے بھی ظاہر ہے۔ اس لئے اگر اس میں ملوث ہونے والوں سے خواہ وہ سرکاری ملازم ہوں۔ یا دوسرے لوگ۔ قانونی مواخذہ کیا جائے۔ تو زیادہ مفید ہو گا ؛

جلسہ سالانہ کی تاریخوں میں تبدیلی کے متعلق اعلان

جلسہ میں شامل ہونے والے غیر احمدی اصحاب کے متعلق ضروری گزارش

اب کے چونکہ رمضان المبارک کا اختتام ایام جلسہ سالانہ کے بالکل قریب ہوگا۔ اور ممکن ہے۔ عید ۲۸ر دسمبر کو ہو جائے۔ اس لئے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد کے ماتحت جلسہ سالانہ کی سابقہ تاریخوں میں اس قدر تبدیلی کی گئی ہے۔ کہ بجائے ۲۶-۲۷-۲۸ کے ۲۵-۲۶-۲۷ مقرر کی گئی ہیں۔ تاکہ عید سے قبل جلسہ ختم ہو سکے۔ احباب کو یہ بات اچھی طرح سمجھ لینی چاہئے۔ اور ۲۵ر دسمبر تک قادیان پہونچ جانا چاہئے۔

"الفضل" میں جلسہ سالانہ میں شمولیت کے لئے جو اعلانات شائع ہو چکے ہیں۔ اور جن میں شریف اور متلاشیان حق اصحاب کو قادیان آنے کی دعوت دی گئی ہے۔ ان کے متعلق یہ وضاحت کی جاتی ہے۔ کہ (۱) ایسے اصحاب کو کسی نہ کسی احمدی کی ذمہ واری پر تشریف لانا چاہئے۔ یا (۲) جنہیں ہماری طرف سے دعوت پہونچے۔ وہ تشریف لائیں۔ یا (۳) جو اپنے طور پر آنا چاہیں۔ وہ تشریف آوری سے قبل اطلاع دے کر دعوت نامہ حاصل کرلیں۔ تاکہ ہم ان کی رہائش وغیرہ کے متعلق انتظام کرسکیں۔ ان تینوں طریق کے علاوہ اگر کوئی آئے گا۔ تو وہ ہمارا مہمان نہیں ہوگا۔ (ناظر دعوت و تبلیغ قادیان)

لاہور کے فسادات اور ذمہ وار حکام

(الفضل کے خاص نامہ نگار کے قلم سے)

ہفتہ کے دن سکھوں کے جلوس کے ساتھ فرقہ وارانہ کشیدگی کی رو جس سرعت کے ساتھ پھیلی۔ اس کی بنا پر اس بات کا شدید خطرہ تھا۔ کہ اس کا حلقہ اثر نہایت وسیع اور اس کے نتائج نہایت دور رس ہو نگے۔ لیکن حکام کے فوری اقدام نے اس احتمال کو دُور کر دیا۔ اور جہانتک فوج۔ پولیس۔ دفعہ ۱۴۴ اور کرفیو آرڈر کا تعلق ہے۔ بلاشبہ کہا جا سکتا ہے۔ کہ باہمی نفرت کے عملی اور خلاف قانون مظاہرے کامیابی کے ساتھ روک دیئے گئے۔ لیکن جہانتک پالیسی اور تدبر کے ساتھ ایسے احتمالات کے دفعیہ اور اصلاح کا تعلق ہے۔ یہ بات واضح طور پر نظر آرہی ہے۔ کہ حکام کو کامیابی نہیں ہوئی۔ اور ہر ایسے فساد کے رونما ہونے کے ساتھ صاف طور پر ظاہر ہو جاتا ہے۔ کہ فرقہ وارانہ نفرت کے جذبات جو قضیہ شہید گنج میں حکام کے فقدان تدبر کے باعث پیدا ہوئے اپنی انتہائی شدت کے ساتھ موجود ہیں۔ اور محسوس کیا جارہا ہے کہ قضیہ شہید گنج کے نپٹانے میں اعلےٰ تدبر کا اظہار نہیں کیا گیا۔ مجسٹریٹ۔ پولیس۔ اور فوج کے ذریعے بدامنی کو دبانے میں اگرچہ کہ حکام کی محنت کا میاب ہے۔ لیکن ضرورت ہے۔ کہ اس قضیہ کو نپٹانے کے لئے اعلیٰ حکام کسی اعلیٰ تدبر کا اظہار کریں۔ چنانچہ اخبار "رسول" جو حکام کے طرز عمل پر تنقید کرنے میں قدر قاعدے سے زیادہ محتاط ہے۔ فساد کے بارے میں حکام کے طرز عمل پر اظہار خیال کرتا ہوا لکھتا ہے۔

"یہ امر حیران کن ہے۔ کہ شدید باہم سکھ کشیدگی کے پیش نظر اس جلوس کی اجازت کو اس شرط کے ساتھ پابند کرنے کے لئے کوئی کارروائی نہ کی گئی۔ کہ ایسے ہتھیار وغیرہ لگانے سے احتراز کیا جائیگا۔ جو صرف فسادات کے موقعہ پر استعمال کئے جا سکتے ہیں۔ مزید براں یہ کہ جلوس کے منتظمین سے ایسی بات کا اقرار نہ لیا گیا۔ کہ نعرے نہ لگائے جائیں گے۔"

اسکے بعد لکھتا ہے:- "اگر آئندہ اس قسم کی شدید بدامنی کے واقعات کو جو گذشتہ ہفتہ اور اتوار کو رونما ہوئے۔ روکنا مطلوب ہے۔ تو ایسے ذرائع بغیر کسی مزید التواء کے فوراً اختیار کرنے چاہئیں۔ جن سے مسلمانوں اور دوسرے فرقوں کے درمیان فرقہ وارانہ کشیدگی پیدا ہونے سے رُک جائے۔ بلکہ وہ ذرائع ہفتہ کے دن سکھوں کے جلوس نکلنے سے بہت پہلے اختیار کئے جانے چاہئے تھے۔"

احرار کی قادیان میں فتنہ انگیزیاں

ایک احمدی نوجوان کو بلا وجہ پیٹ ڈالا

قادیان ۶ر اگست۔ آج چونکہ اطلاع پہونچ چکی تھی۔ کہ کچھ بیرونی احراری فتنہ انگیزی کیلئے آنا چاہتے ہیں۔ اور ان کے مقامی ایجنٹ فساد پر تلے ہوئے ہیں۔ اس لئے مقامی نیشنل لیگ نے فساد کے امکانات کو روکنے اپنے مقدس مقامات کی حفاظت کرنے اور احمدیوں کی جان و مال اور عزت و آبرو کو محفوظ رکھنے کے لئے والنٹیرز کے صبح سے ہی پہرے مقرر کر دیئے۔ دس بجے کی گاڑی کے آنے پر معلوم ہوا۔ کہ مولوی عطاء اللہ معہ اپنے ساتھیوں کے امرتسر سے بٹالہ تک آیا۔ اور جب اس نے باوجود ایک ذمہ دار افسر کے منع کرنے کے قادیان آنا چاہا۔ تو اُسے گرفتار کرکے گورداسپور پہونچا دیا گیا۔

قادیان میں یہ خبر پہونچنے پر مقامی احراریوں نے سخت اشتعال انگیز حرکات شروع کردیں۔ اور اسی مسجد میں جمع ہوکر جہاں ایک گذشتہ جمعہ انہوں نے اعلان کیا تھا۔ کہ جب تک عطاء اللہ قادیان آکر نماز نہ پڑھائیگا۔ ہم جمعہ نہیں پڑھینگے۔ ملا عنایت اللہ احراری نے سخت اشتعال انگیز تقریر کی۔ اس کی تقریر سے قبل احمدیوں کو مشتعل کرنے کے لئے امرتسر کے ایک مشہور بدزبان عبدالرحیم نے نہایت گندی نظمیں پڑھیں پھر ملا عنایت اللہ نے تقریر کی جس میں اول حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کی شان میں سخت بدزبانی کی۔ پھر کہا۔ پرسوں حکومت کی طرف سے مجھے اس مضمون کا نوٹس موصول ہوا۔ کہ دنیا کے ارد گرد چار میل کے اندر کوئی مجمع نہ کیا جائے۔ میں اس نوٹس کو حقارت کی نظر سے دیکھتا ہوں۔ وہ ایک ذلیل نوٹس ہے۔ میں اسے ردی کی ٹوکری میں پھینکتا ہوا اس مسجد میں اجتماع کر رہا ہوں۔ حکومت میں طاقت ہے تو روک کے۔ پھر چندہ مانگا۔ اور اپنے گرفتار ہونے کی صورت میں کہا۔ کہ میری بیوی کی چوڑیاں تو دار دے ہے خبر گیری کرنا۔ آخر امیر شریعت کی تشریف آوری کے بغیر جمعہ پڑھا لیا گیا۔

اس وقت جبکہ احراری ملا احمدیوں کے خلاف سخت اشتعال انگیز تقریر کر رہا تھا ایک احمدی نوجوان افتخار احمد پرچو گلی سے گزرتا ہوا احرار کی مسجد کی ڈیوڑھی میں تقریر سننے ٹھیر گیا۔ چند احراریوں نے حملہ کر دیا اس پر اس نے پولیس کو زور زور سے آوازیں دیں۔ لیکن اس کی مدد کو کوئی نہ پہونچا۔ اس دوران میں حملہ آور احراریوں نے اس کے پہلو میں لاٹھیوں اور گھونسوں سے سخت ضربات لگائیں۔ اور اس کے کپڑے پھاڑ ڈالے۔ آخر وہ اس اندیشہ سے کہ اسے جان سے نہ مار دیں۔ وہاں سے بھاگا حملہ آوروں نے بھی اس کا تعاقب کیا۔ اور وہ قریب کے اس چوک تک دوڑتے ہوئے آئے۔ جہاں پولیس کنسٹیبل کھڑا تھا۔ اس نے ان کو روکا۔ اور وہ واپس چلے گئے۔

مضروب تکلیف کی حالت میں دوڑتا ہوا آیا۔ اور دفتر نیشنل لیگ میں آکر بیہوش ہوکر گر پڑا۔ جہاں اس کے لئے فوری طور پر طبی امداد بہم پہنچائی گئی۔ اس وقت مسٹر ڈزنی ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے جو اس موقعہ پر قادیان تشریف لائے ہوئے تھے۔ تحصیلدار صاحب کو موقعہ پر بھیجا۔ اور پھر خود بھی تشریف لے آئے۔ مضروب نے ہوش آنے کے بعد انچارج مقامی پولیس کو اپنا بیان لکھا دیا۔

اس واقعہ کی حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کو اسوقت اطلاع پہنچی۔ جبکہ حضور مسجد اقصےٰ میں رمضان المبارک کے برکات پر خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ حضور نے اپنی تقریر کو جاری رکھا۔ اور آخر میں اس واقعہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا۔ پورے ضبط اور تحمل سے کام لو۔ مار تو کیا چیز ہے اگر تم میں سے کسی کو قتل بھی کر دیا جاتا ہے۔ تو صبر کے ساتھ ان مظالم کو برداشت کرو۔ اور انہیں اپنے قلوب پر کندہ کرکے وہ طاقت پیدا کرو۔ جو ساری دُنیا کو تمہارے آگے جھکا دے۔ مظالم کے مقابلہ میں میں تمہیں صبر کی تلقین کرکے بزدل نہیں بنا رہا۔ بلکہ تم میں وہ طاقت بھر رہا ہوں جو تمہاری کامیابی کے لئے ضروری ہے۔

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کے اس ارشاد پر باوجود نہایت ہی اشتعال انگیز واقعہ کے جو احرار نے فساد انگیزی کے لئے پیدا کیا۔ جماعت احمدیہ نے قابل تعریف ضبط اور صبر کا نمونہ دکھایا۔

جناب پیر سید جماعت علی شاہ صاحب سے احرار کا شرمناک تمسخر و استہزا

کیا پیر صاحب کے جاں نثار مریدان کی اس قدر تذلیل برداشت کرلیں گے

جب سے مسلمانان پنجاب نے جناب پیر صُوفی جماعت علی شاہ صاحب کو مسجد شہید گنج کی بحالی کے لئے جد وجہد کرنے کی خاطر امیر ملت قرار دیا ہے۔ اسی وقت سے طائفۂ احرار ان کے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑا ہُوا ہے اور احراری لیڈر یہ سمجھ کر کہ پیر صاحب موصوف کا عروج ان کے لئے زوال اور ذلت کا باعث ہے۔ طرح طرح سے ان کی تضحیک و تحقیر کرتے رہتے ہیں۔ اور اب تو ان کے ترجمان "مجاہد" نے کھلم کھلا جناب پیر صاحب موصوف پر چوٹیں شروع کر دی ہیں۔ چنانچہ ۵ دسمبر کے پرچہ میں "ہم علی پوری سرکار کے دُشمن نہیں" کے تمسخر آمیز عنوان کے ماتحت ایک مضمون شائع کیا ہے۔ جس میں پیر صاحب موصوف سے مذاق کرتے ہُوئے لکھا ہے:۔

"خدا کرے حضرت پیر صوفی حافظ سید جماعت علی شاہ صاحب کا سایۂ رحمت تا قیامت امتِ مرحومہ پر دراز رہے۔ جن کے دم قدم کی برکت سے بڑے بڑے پُرانے مُردے زندہ ہوگئے۔ دُشمنوں نے ان کی مسیحائی سے انکار کرکے فضول مباحث کا دروازہ کھول دیا ہے۔ عقل کا کون اندھا اس چمکتی دمکتی حقیقت سے انکار کرسکتا ہے۔ کہ حضور زبدۃ العارفین قدوۃ السالکین نے کانپور کی جمعیت کو جس کو دانایانِ فرنگ نے بھی مُردہ سمجھ کر چھوڑ دیا تھا۔ نہ صرف پھر سے چلتی پھرتی کر دیا۔ بلکہ زندۂ جاوید جمعیت العلماء دہلی کے بالمقابل صف آرا کر دیا۔ اور جسم اسلامی کے عضوِ معطل مدیر الامان حضرت مظہر الدین شیر کوٹی کو مفتی کفایت اللہ اور مولانا احمد سعید پر گھوسنے تان تان کر آنے کے قابل بنا دیا کوئی ہے۔ جو اب بھی مردوں کو زندگی بخشنے والے پیر کی کرامات کا قائل نہ ہو؟"

اس سلسلہ کو طول دیتے ہوئے لکھا ہے:۔

"حضرت صاحب کے جذبات و اثر کا کوئی کس طرح انکار کرے۔ ان کے ازلی اور ابدی دشمن یعنی آزادیٔ وطن کے شیدائی اسلام کے بے باک سپاہی اپنی زندگی کے آخری ایام میں پیرانہ سال پیر کی جوانمردی کے ایسے قائل ہُوئے۔ کہ اس کے حضور میں رو رو کر ڈاڑھیاں تر کرلیں۔ اور کائنات کی کل متاع سے عزیز اور فرشتوں کے دامن سے زیادہ پاک ڈاڑھیوں سمیت پیر کے قدموں پر سجدہ ریز ہُوئے۔ جب راہ نمایانِ کرام کی والہانہ عقیدتوں کا یہ حال ہو۔ تو عوام کی کیفیت کا تصور بیان سے باہر ہے۔ غرض علماء کرام اور جہلائے عظام دونوں ان کی ذات گرامی کو حل المشکلات اور دافع البلیات سمجھ کر تصور شیخ کی جیتی جاگتی تصویر بن گئے۔ جب دُنیا سے ہمیشہ غیر حاضر رہنے والے صوفی کو پختہ کار لوگ اپنا امیر بنالیں۔ تو بت پرستی کا طعنہ کسی کو کوئی کیوں دے۔ اگر جھو منتر۔ گنڈے اور تعویذ سے مقاصد حاصل ہو سکیں۔ تو قوم کو عمل اور قربانی کی دعوت کیوں دی جائے۔ اور تو اور علامہ مشرقی جس کی زبان درازیوں سے ائمہ سلف بھی نہ بچ سکے۔ جس نے اسلامی عقائد کو نظر انداز کرکے جذبۂ عمل کی بنا پر انگریز کو ارضِ پاک پر قابض ہونے کا مستحق قرار دیا اک پیر سے ہمت ڈھونڈے تو دُنیا بغیر باپ کے بچے پیدا ہونے کی کیوں قائل نہ ہو جب پیر کے کپڑوں سے برکت ڈھونڈ کر آسانیاں پیدا ہوسکیں۔ تو قربانیوں کی رٹ لگانا جان کو بے ضرورت جوکھوں میں ڈالنا ہے!!"

ہر شخص بآسانی سمجھ سکتا ہے۔ کہ فقرہ فقرہ میں جناب پیر صاحب پر چوٹ کی گئی ہے۔ ان کی ہنسی اڑائی گئی ہے۔ ان کے عقائد اور اعمال پر حملہ کیا گیا ہے۔ حتےٰ کہ ان کے کیرکٹر کو بھی مذاق کا مضمون بنایا گیا ہے۔ اور اسی پر بس نہیں کی گئی۔ بلکہ آگے لکھا ہے:۔

"مجلس احرار فی الحقیقت حضرت پیر صاحب کو قوم کا محسن سمجھتی ہے۔ ہمارے نزدیک مسجد کے انہدام کا واقعہ نہایت پُر اسرار ہے۔ بنا بریں احرار نے پہلے بیان میں واقعۂ انہدام کو کرنل لارنس کی کارفرمائی سے تعبیر کیا تھا۔ کسی لارنس نے اس بھوت کو کھڑا کر دیا تھا۔ قریب تھا۔ کہ یہ بھوت لوگوں کو کھا جائے مجلس احرار نے اس بھوت کے مونہہ آنے کی ناکام کوشش کی۔ آخر حضرت پیر صاحب کے قدوم میمنت لزوم سے یہ فتنہ فرو ہُوا۔ ہم نے لاکھ سر مارا۔ کہ سول نافرمانی میں قباحتیں ہیں مولانا ظفر علی خان نے حزب اللہ کے وفد کے ذریعہ اعلان کیا۔ کہ میرا ارادہ سول نافرمانی کا نہ تھا۔ مولانا سید حبیب نے بھرے مجمع میں رہائی کے بعد اس امر کی تصدیق کی۔ کہ ہمارا سول نافرمانی کرنے کا فیصلہ نہ تھا۔ لیکن قوم کے سر پر سول نافرمانی کا بھوت سوار تھا۔ جو کسی کی ماننے نہ دیتا تھا۔ خدا بھلا کرے اس فقیر گوشہ نشین کا۔ کہ اس نے اس بھوت کو لوٹے میں ایسا بند کیا۔ کہ اب یہ کمبخت قیامت تک سر نہ نکال سکے گا!!"

ان الفاظ میں یہ طعنہ دیا گیا ہے۔ کہ پیر صاحب نے شہید گنج کی مسجد کے لئے تو کیا جد وجہد کرنی تھی۔ انہوں نے ہمیشہ کے لئے ہی سول نافرمانی کا خاتمہ کر دیا ہے۔ پھر لکھا ہے:۔

"بھولے بھالے لوگ مجلس احرار سے توقع کرتے ہیں۔ کہ وہ حضرت قبلہ محدث علی پوری کی مخالفت کرے۔ ہم ایسے احسان ناشناس کیوں ہو جائیں کہ ہم اس کو گرائیں جس نے وہ کام کر دکھایا۔ جو ہم چاہتے تھے۔ احرار کی خواہش تھی۔ کہ سول نافرمانی کے خطرے سے قوم کو بچایا جائے الحمدللہ کہ اعلیٰ حضرت نے ہماری خواہشوں کو پورا کر دیا۔ ہم نے کہا۔ عدالتی چارہ جوئی یا افہام تفہیم بہترین راہ ہے۔ علی پوری سرکار نے وہ بھی منظور فرمایا۔ عدالتوں میں مقدمات دائر ہو گئے۔ اور اس کے بہترین نتائج نکلنے کی امید ہے۔ یہ سب کچھ ٹھیک ہُوا۔ لیکن پیر صاحب کے مخالفوں کی یہ امید بر نہ آئی۔ کہ وہ بڑے گھر کی ہوا کھائیں جب تحریک کے لیڈر سول نافرمانی کو بحالات موجودہ مناسب نہ سمجھتے ہوں۔ تو کیا پیر صاحب کے شایان شان تھا۔ کہ وُہ جیل میں جاتے جیل دُنیا کا دوزخ ہے۔ خدا ہر سید کو سوائے عطاء اللہ شاہ کے اس کی آنچ سے محفوظ رکھے۔ یہ کتنی سنگدلی ہے۔ کہ تحریک کے لیڈر تو سول نافرمانی کے حق میں نہ ہوں لیکن ۸۰ برس کے بزرگ سے جیل جھیلنے کی توقع رکھی جائے۔ چنانچہ دُشمنوں کے منشا کو بھانپ کر کہہ دیا۔ کہ پہلے دس لاکھ والنٹیر اور دس لاکھ روپیہ فراہم کرلو۔ پھر موثر اقدام کی تدبیر ہوگی۔ جب یہ جمعیت اور سرمایہ فراہم ہوگا۔ اس وقت صور اسرافیل پھونکا جاچکا ہوگا"۔

ان الفاظ میں پیر صاحب موصوف کی اس تحریک کا مضحکہ اڑایا گیا ہے۔ کہ مسلمان دس لاکھ والنٹیرز اور دس لاکھ روپیہ فراہم کرلیں۔ تب مسجد شہید گنج کی بحالی کے لئے کوئی مؤثر قدم اٹھایا جائے گا۔

یہ بے ہودہ سرائی ان لوگوں کی طرف سے کی جارہی ہے۔ جنہوں نے جمہور مسلمانوں سے الگ کھڑے ہُوئے انہدام مسجد کا نظارہ بڑی خوشی اور مسرت سے دیکھا۔ مسلمانوں کو اپنے رنج والم کے اظہار سے یہ کہکر روکا۔ کہ جب قانون نے مسجد کا قبضہ سکھوں کو دے رکھا ہے۔ تو انہیں اس کے انہدام کے موقعہ پر واویلا کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ جنہوں نے مسلمانوں کو سکھوں کی کرپانوں اور ہندوؤں کے سرمایہ سے خوف زدہ کرکے خاموش کرانا چاہا۔ جنہیں یہ کہتے ہُوئے ذرا شرم نہ آئی۔ کہ مسجد شہید گنج کی حفاظت کے متعلق کچھ کرنے سے قبل ہندوستان کو انگریزوں سے آزاد کرانا زیادہ ضروری ہے اور جب تک ہندوستان آزاد نہ ہو۔ اس وقت تک مسلمانوں کو مسجد کا نام تک نہیں لینا چاہیئے۔ اور انتہا یہ کہ انہوں نے حفاظت مسجد کی خاطر جانیں دینے والوں کو کہا۔ کہ وُہ حرام کی موت مرے ہیں۔

جن لوگوں کے یہ شرمناک کارنامے ہوں۔ وُہ اگر کسی کے متعلق اس لئے مذاق اڑائیں اور تمسخر کریں کہ اس نے مسجد شہید گنج کے متعلق کچھ نہیں کیا۔ تو اسے ان کی انتہا درجہ کی ڈھٹائی سمجھنا چاہیئے۔

حیدرآباد دکن کے اہم واقعات

الفضل کے خاص نامہ نگار کے قلم سے

سالگرہ مبارک کا جلسہ

آخر ماہ رجب المرجب ۱۳۵۴ھ میں اعلیٰحضرت حضور نظام کے جشن سالگرہ کی مبارک تقریب پر جماعت احمدیہ حیدرآباد دکن نے ایک جلسہ تہنیت منعقد کیا۔ جس میں محمد عبد القادر صاحب صدیقی نے برکات عہد عثمانی پر اور جناب حافظ عبد العلی صاحب وکیل ہائی کورٹ نے سررشتہ عدالت کی تنظیم و اصلاحات کا ذکر دلآویز پیرایہ میں کیا۔ جناب مولوی سید بشارت احمد صاحب وکیل ہائی کورٹ و امیر جماعت احمدیہ نے اپنی مختصر تقریر میں جماعت احمدیہ کی خصوصیات حکومت کے ساتھ اس کا جذبہ وفاداری اور اعلیٰحضرت حضور نظام کے عہد کے بہترین کارنامے دلنشین پیرایہ میں حاضرین کے گوش گزار کئے۔ اور اپنے بادشاہ ذی جاہ کے حق و دعائے خیر کے ساتھ جلسہ برخاست کیا۔

احمدیوں میں بیحد جوش

۱۷ر نومبر جماعت احمدیہ حیدرآباد دکن کے لئے نہایت مضطرانہ دن تھا۔ مرکز سے خبریں پہونچ رہی تھیں۔ کہ احرار ۲۳ر نومبر ۱۹۳۵ء کو قادیان پہونچنے والے ہیں۔ ہر احمدی سر بکف قادیان روانہ ہونے کے لئے مستعد و تیار نظر آرہا تھا۔ نیشنل لیگ حیدرآباد نے اپنے غیر معمولی اجلاس میں اس فتنہ کی اہمیت کو واضح کیا۔ اور اس وجہ سے کہ حیدرآباد سے قادیان تک کا سفر کامل تین روز کا ہے۔ اس امر کی ضرورت تھی کہ ۲۰ نومبر ۱۹۳۵ء کی شام تک کوئی نہ کوئی قطعی خبر مل جائے۔ اس کے لئے جماعت احمدیہ حیدرآباد و سکندرآباد نے بذریعہ تار مرکز سے دریافت کیا۔ کہ آیا احرار یقیناً آنے والے ہیں۔ معلوم ہوا کہ احرار نہیں آرہے اس سے جماعت کو ایک گونہ اطمینان ہوا۔ حضرت امیر جماعت اس موقعہ پر مرکز کے احکام کے لئے چشم براہ اور گوش برآواز تھے۔ اور جماعت کو بھی اپنے رنگ میں رنگین کر لیا تھا۔ وصیت کر دی تھی۔ عیال و اطفال کو سارے کاروبار و معاملات سے خبردار کر دیا تھا۔ اور جماعت میں اعلان کر دیا تھا۔ کہ ہماری جانیں ہماری عزتیں ہمارے اموال ہمارے عزیز و اقربا سب کے سب سلسلہ پر نثار ہیں۔ ان کے الفاظ یہ تھے۔ "ہمارے بزرگ ہمارے پیشوا قادیان میں دشمنوں کے نرغے میں ہوں۔ اور ہم یہاں ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہیں۔ یہ ہو نہیں سکتا۔ ان پر کوئی آنچ نہیں آسکتی جب تک ہم میں جان ہے۔ ہم اپنی جانیں قربان کرنے کے لئے قادیان جائیں گے۔ نہ واپس آنے کی نیت سے"۔

جلسہ یوم النبی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم

بتاریخ ۲۴ر نومبر ۱۹۳۵ء زیر ہدایات مرکز احمدیہ جوبلی ہال میں جماعت احمدیہ نے شام کے ۶½ بجے سے ۸½ بجے تک جلسہ یوم النبی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم منایا۔ عالی جناب راجہ بہادر رائے لکشمیشر ناتھ صاحب رکن عدالت عالیہ (جج ہائی کورٹ) نے صدارت فرمائی۔ ہندو و دیگر غیر مسلم اقوام نے جلسہ میں حصہ لیا۔ ہال حاضرین سے بھرا ہوا تھا۔ جناب حافظ عبد العلی صاحب ایڈووکیٹ خواجہ عبد العزیز صاحب ایڈووکیٹ۔ مسٹر جی رام کشن بی۔ اے ایل ایل بی وکیل ہائی کورٹ اور مسٹر حیدر رضا بیرسٹر نے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے مختلف پہلوؤں کو جو دشمنوں سے تکلیف اٹھا کر صبر دکھانے اور یتامیٰ اور مساکین کو سہارا دینے سے متعلق تھے۔ بہت پُرمغز تقریریں فرمائیں۔ ان کے بعد عبد القادر صاحب صدیقی نے جلسہ کے اغراض و مقاصد اور ان کے اثرات پر دلچسپ روشنی ڈالی۔ اور حاضرین و مقررین اور صاحب صدر کا شکریہ حضرت امیر جماعت کی جانب سے ادا کیا۔ صدر محترم نے اپنی صدارتی تقریر میں محاسن اسلام و نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا اقرار فرماتے ہوئے اعتراف کیا کہ اس قسم کے جلسے قوموں کے باہمی اتحاد و ارتباط کے لئے ضروری ہیں۔ یہ جلسے نہ صرف سال میں ایک بار ہوں۔ بلکہ سال میں کئی بار ہوں۔ جلسہ جناب صدر کی مہربانی سے بہت کامیاب رہا جس کے لئے جماعت احمدیہ ان کی ممنون ہے۔

زنانہ جلسہ بھی لجنہ اماء اللہ حیدرآباد کے زیر اہتمام ہوا۔ اور سکندرآباد میں بھی جماعت احمدیہ کے زیر انتظام جمشید ہال میں اسی قسم کا جلسہ ہوا جس میں پنڈت تختی زیبا صاحب وکیل ہائی کورٹ و مسٹر حیدر رضا صاحب بیرسٹر نے جو جلسہ کے صدر بھی تھے۔ بہت مؤثر تقریریں فرمائیں۔

فاضل راجیکی کی واپسی

بتاریخ ۲۵ر نومبر ۱۹۳۵ء حضرت مولانا غلام رسول صاحب فاضل راجیکی قرآن کریم کا درس ختم کر چکنے کے بعد حسب ہدایت مرکز شام کی گاڑی سے قادیان روانہ ہوئے۔ احمدی جماعت کے ممتاز و سربرآوردہ افراد مولانا کو الوداع کہنے کے لئے سٹیشن پر موجود تھے۔ بکثرت پھولوں کے ہار پہنائے گئے۔ لمبی دعا کے بعد ٹیٹ فارم پر کی گئی۔ جماعت میں دلی تڑپ ہے۔ کہ مولانا موصوف پھر حیدرآباد تشریف لائیں۔ غیر احمدی معززین بھی مولانا کو رخصت کرنے کے لئے آئے ہوئے تھے۔

کریم نگر میں کسر صلیب

کریم نگر ریاست حیدرآباد دکن کا ایک ضلع ہے۔ جہاں ایک سرگرم احمدی مولوی عبد القادر صاحب متوطن مچھلی بندر اپنی ملازمت کے سلسلہ میں رہتے ہیں۔ وہاں عیسائیوں کا مشن قائم ہے۔ ایک مبلغ مسیحی جو غالباً ایرانی النسل ہیں پنجاب سے فارغ التحصیل ہو کر آئے ہیں۔ جو بیان کرتے ہیں۔ کہ میں سلسلہ احمدیہ کے بزرگوں مثلاً مولانا سید سرور شاہ صاحب اور مفتی محمد صادق صاحب کو جانتا ہوں۔ ان سے مسیحیت کے بارے میں مولوی صاحب موصوف نے گفتگو فرمائی۔ اور دوران گفتگو میں جنگ مقدس کا ذکر کیا۔ کتاب پڑھ کر پادری صاحب پر اتنا اثر ہوا کہ وہ اپنے بڑے بڑے پادریوں سے اعتراضات کا حل دریافت کر رہے ہیں۔ اور معتبر ذریعہ سے سنا گیا۔ کہ اس کتاب کو انہوں نے اپنے مرکزی مشن میدک میں روانہ کیا ہے۔

زنانہ تبلیغ

سکرٹری صاحبہ لجنہ اماء اللہ حیدرآباد دکن ایک پُرجوش مبلغہ ہیں۔ انہوں نے زنانہ تبلیغ کو وسعت دینے کے لئے جو کوشش فرمائی ہے وہ لائق داد ہے۔ بوجہ ایک خاندانی سوسائٹی میں منسلک ہونے کے انہیں اس امر کی سہولت حاصل ہے کہ وہ اونچے طبقہ میں تبلیغ کا کام کر سکیں۔ انجمن خواتین دکن کی وہ ایک سرگرم ممبر ہیں۔ اور مسز صغرا ہمایوں مرزا صاحبہ سے جو کئی کتابوں و رسالوں کی مصنفہ ہیں۔ گہرے دوستانہ تعلقات رکھتی ہیں۔ کئی جلسے ہو چکے ہیں۔ جن میں خیالات کا تبادلہ بڑی خوبصورتی سے ہو رہا ہے۔

نواب اکبر یار جنگ بہادر کی خدمات میں توسیع

ماہ نومبر ۱۹۳۵ء میں نواب اکبر یار جنگ بہادر رکن عدالت عالیہ کی مدت ملازمت اختتام کو پہونچ رہی تھی۔ آپ کی اعلےٰ خدمات کے پیش نظر توسیع کی سفارش کی گئی تھی۔ اعلیٰحضرت حضور نظام نے بمراحم خسروانہ نواب صاحب ممدوح کی ملازمت میں مزید دو سال کی توسیع فرما دی ہے۔

رویا صادق

شب درمیانی ۳-۴ دسمبر ۱۹۳۵ء میں نے دیکھا کہ میں ریل پر سوار ہوں۔ جو بہت تیز چل رہی ہے۔ اور جس زمین میں سے گزر رہی ہے وہ صدر انجمن کی زمین ہے۔ دونوں طرف زمین مزروعہ ہے۔ سبزی بوئی ہوئی ہے۔ ایک ہی چیز کئی میلوں تک چلی جاتی ہے۔ پھر دوسری چیز کئی میلوں تک ہے۔ اور اسی طرح انجمن ہی کی زمین چلی جاتی ہے۔ پھر میں نے دیکھا میں

صدقۃ الفطر کے متعلق احکام

رمضان المبارک ایک نہایت بابرکت مہینہ ہے۔ جس میں اگر انسان کوشش کرے۔ اور رمضان المبارک کی صحیح حقیقت سے آگاہ ہو کر اس پر عمل کرے۔ تو خدا تعالیٰ کی خوشنودی اور اس کا عرفان حاصل کر سکتا ہے۔ روزہ صرف بھوکا رہنے کا نام نہیں ہے۔ بلکہ اس میں بہت سی حکمتیں ہیں۔ منجملہ ان کے ایک یہ بھی ہے۔ کہ روزہ دار روزہ رکھ کر ان غریب اور مسکین لوگوں کے احتیاج کو بخوبی سمجھ سکتا ہے جو نان شبینہ کے حاصل کرنے میں کسی وجہ سے قاصر ہوں۔ اور ان کو روزی میسر نہ آنے کی وجہ سے فاقہ کشی کی صعوبتیں اور تکلیفیں برداشت کرنی پڑتی ہیں۔ اور سردی گرمی سے بچنے کے لئے سامان نہیں پاتے۔ چونکہ روزہ دار۔ روزہ رکھ کر ایک ماہ کے تجربہ سے بھوک کی تکلیف کا پوری طرح احساس کر چکے ہوتے ہیں۔ اور غریب اور مسکین کی فاقہ کشیوں کی تکلیف کا سمجھنا ان کے لئے مشکل نہیں رہتا۔ اور غرباء و مساکین کو کھانا پہنچانے کا خیال ان کے لئے ایک طرح لازمی ہو جاتا ہے۔ اس لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غرباء و مساکین کی امداد اور ہمدردی کے لئے صدقہ و خیرات کی خاص طور تاکید کی۔ اور اس احساس کا زندہ اور عملی ثبوت دینے کے لئے مسلمانوں پر صدقۃ الفطر کا ادا کرنا فرض قرار دیا۔ تا وہ روزہ کے ثواب سے پورے طور پر متمتع ہو سکیں۔ اور خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس پر کثرت اور شدت کے ساتھ ایسا عمل کر کے دکھلایا ہے۔ کہ مسلمانوں کو تو اس پر دوام حاصل کر کے ہمیشہ کے لئے غریب اور بے کسوں کے ہمدرد بنے رہنے کا خیال رکھنا ضروری ہو گیا ہے۔ ایسے غریب اور مساکین کی امداد کے لئے صدقہ و خیرات کے مستقل و عارضی امداد کے بہت سے ذرائع ہیں۔ ہر ایک انسان صدقہ و خیرات اپنی وسعت کے مطابق جس حد تک کرنا چاہے۔ اور جب کرنا چاہے اس کے لئے میدان وسیع ہے۔ لیکن بالالتزام امداد کے ذرائع میں سے صدقۃ الفطر بھی ہے چنانچہ ضروری ہے۔ کہ صدقۃ الفطر کے متعلق مسلمان اس کے احکام سے واقف ہوں۔ اس لئے ذیل میں صدقۃ الفطر کے متعلق ضروری مسائل بیان کئے گئے ہیں۔ تا احباب اس سے آگاہ ہو کر عملدرآمد میں سعی فرمائیں۔

صدقۃ الفطر ہر ایک طبقہ کے انسان پر یکساں واجب ہے۔ جس کا ادا کرنا ہر ایک مرد۔ عورت بچے۔ بوڑھے۔ آزاد۔ غلام پر ضروری ہے۔ جو خود ادا نہ کر سکتا ہو۔ اس کی طرف سے ادا کرنے کا اس کو ذمہ وار قرار دیا ہے۔ جو ان کے اخراجات کا ذمہ وار اور کفیل ہو۔

یہ صدقہ عید کے پہلے پہلے ادا ہونا ضروری ہے تا مستحق غرباء اور مساکین کے کام آ سکے۔

صدقۃ الفطر میں گندم۔ جو۔ منقہ۔ پنیر۔ انگور۔ کھجور دی جا سکتی ہے۔ چونکہ اس ملک میں با فراط گندم ہی پیدا ہوتی ہے۔ اس لئے گندم بآسانی ادا کی جا سکتی ہے۔ البتہ کوئی صاحب وسعت اسی قدر منقہ۔ پنیر۔ انگور بھی دے سکتا ہے۔

فطرانہ کی مقدار ایک صاع ہے۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کا ایک پیمانہ ہے جس میں تین سیر پختہ غلہ آتا ہے۔ نصف صاع بھی دینا جائز ہے۔ لیکن مستحب پورا صاع ہے۔

صدقۃ الفطر میں جنس کی بجائے اس کی قیمت بھی دی جا سکتی ہے۔ آج کل بحساب فی من گندم کے نرخ سے ایک صاع کی قیمت ۳ بنتی ہے۔ اور اگر کہیں گندم کا نرخ اس سے کم و بیش ہو۔ تو اس کی قیمت وہاں کے نرخ کے مطابق ہوگی۔ صاحب وسعت منقہ یا پنیر یا انگور یا کھجور کا صدقۃ الفطر دینا چاہیں۔ تو وہ ان کے نرخ کے لحاظ سے قیمت دے سکتے ہیں۔

قادیان میں ہر ایک ملک اور جگہ کے لوگ مختلف اغراض کے ماتحت ہجرت کر کے یا بغرض تعلیم آئے ہوئے ہیں۔ پس یہاں کی بیوگان اور یتامیٰ اور طالب علموں کی ضروریات کے لئے صدقۃ الفطر قادیان بھیجا جانا ضروری ہے۔ اور قبل عید بھیجنے میں ضروری سامان غرباء کے لئے آسانی سے مہیا ہو سکتا ہے۔ اگر مقامی طور پر بھی احمدی غرباء و مساکین ہوں۔ تو ان کے لئے کوئی رقم رکھی جا سکتی ہے عید فنڈ صدقۃ الفطر سے بالکل جداگانہ ہے۔ صدقۃ الفطر روزہ دار کے فرائض میں سے ایک فرض ہے۔ اور عید فنڈ عید کی خوشی میں جہاں اور اخراجات کئے جاتے ہیں۔ وہاں مرکزی فنڈ میں بھی کوئی رقم دئے جانے کے لئے مقرر ہے۔ احمدی چونکہ اپنے تمام کاموں میں مرکزی ضروریات سلسلہ کو یاد رکھتے ہیں۔ اس لئے یہ فنڈ ہمیشہ سے عید کے موقعوں پر جمع کیا جاتا ہے۔ فی کس حسب توفیق اس فنڈ میں بھی کچھ نہ کچھ رقم ضرور لینی چاہیئے۔ عام طور پر اس فنڈ میں ایک روپیہ فی کس کے حساب سے چندہ دیتے ہیں۔ واللہ المستعان وباللہ التوفیق

نوٹ:۔ سیکرٹری و پریذیڈنٹ و امراء صاحبان کو چاہیئے کہ صدقۃ الفطر کی وصولی فوراً شروع کرا دیں۔ اور جو رقم وصول ہو۔ وہ بہت جلد ۱۲ دسمبر ۱۹۳۵ء تک قادیان بھجوا دیں تاکہ غرباء کے کام آ سکے۔ عید فنڈ اگر عید سے پہلے وصول ہو سکے۔ تو اسے بھی چندہ فطرانہ کے ساتھ۔ اور اگر عید کے وقت وصول ہو تو بعد عید فوراً قادیان بھجوا دیا جائے۔ نیازمند: ناظر بیت المال قادیان

انڈین ملٹری اکاڈمی ڈیرہ دون اور رائل ایئر فورس کالج کرینول میں داخلہ

۳۰ مارچ ۱۹۳۶ء سے دہلی میں داخلہ شروع ہوگا۔ ٹرمس بالترتیب ۲۰ اگست اور ستمبر ۱۹۳۶ء میں شروع ہوں گی۔ پندرہ آسامیاں انڈین ملٹری اکاڈمی ڈیرہ دون کے لئے اور ایک آسامی رائل ایئر فورس کالج کرینول کے لئے ہوگی۔

امیدواران کے لئے ضروری ہوگا۔ کہ ان کی تاریخ پیدائش ۲ مئی ۱۹۱۶ء سے پہلے کی اور یکم مئی ۱۹۱۸ء کے بعد کی نہ ہو۔ نیز امیدواران ہندوستان کے باشندے اور غیر شادی شدہ ہونے چاہئیں۔

درخواستیں مقررہ فارم پر ضروری سرٹیفیکیٹوں سمیت ۲۰ دسمبر ۱۹۳۵ء تک بصیغہ رجسٹری پہنچ جانی چاہئیں۔ دیر سے پہنچنے والی درخواستوں پر غور نہ ہو سکیگا۔ درخواستوں کے فارم اور داخلہ کے قواعد پنجاب کے ہر ضلع کے ڈپٹی کمشنر کے دفتر سے مل سکتے ہیں۔ ناظر امور عامہ

بکڈپو تالیف و اشاعت قادیان کی کتابوں کی قیمتوں میں نمایاں کمی

نئے سال کے نئے تحفے

احباب جماعت کی علمی۔ مذہبی۔ اور روحانی معلومات میں اضافہ کرنے کے لئے گذشتہ سالوں کی طرح اس دفعہ بھی انکے قومی بکڈپو نے کئی ہزار روپیہ صرف کر کے مندرجہ ذیل کتابیں شائع کی ہیں۔ اور ان کی قیمتوں میں بھی اتنی کمی کر دی ہے۔ کہ خود دوست بھی حیران ہونگے۔ امید ہے۔ کہ دوست انہیں زیادہ سے زیادہ تعداد میں خریدیں گے ؛

اس سال جو پہلی کتاب بکڈپو نے شائع کی ہے۔ وہ ہے۔

احمدیت یعنی حقیقی اسلام

ہے۔ یہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کا وہ معرکۃ الآراء لیکچر ہے۔ جو حضور نے کانفرنس مذاہب عالم لنڈن کے لئے قلمبند فرمایا تھا۔ اس پرانے تین سو صفحہ کی کتاب کی پہلے دو روپیہ قیمت تھی۔ جو بعد میں ڈیڑھ روپیہ کر دی گئی۔ مگر اس دفعہ باوجودیکہ کاغذ پہلے سے بھی قیمتی اور عمدہ لگایا گیا ہے۔ مگر عام اشاعت کی غرض سے قیمت قسم اول ۱۱؍ اور قسم دوم ۹؍ رکھی گئی ہے۔ جو واقعی حیرت انگیز طور پر کم ہے۔ امید ہے۔ کہ دوست اس حقائق و معارف سے لبریز کتاب کو خرید کر خود بھی پڑھیں گے۔ اور دوسروں کو پڑھوائیں گے ؛

دوسری کتاب جو چھپوائی جا رہی ہے۔ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مشہور تصنیف

کشتی نوح

ہے۔ یہ وہ کتاب ہے۔ جس کے متعلق حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بارہا جماعت کو تاکیداً فرما چکے ہیں۔ کہ جماعت کا ہر ایک فرد خواہ بچہ ہو یا بوڑھا عورت ہو یا مرد اس کا بالالتزام مطالعہ کرے۔ نہ صرف خود بلکہ دوسروں کو بھی پڑھوائے۔ پہلے اس کی قیمت ۴؍ تھی۔ مگر اب یہ متوسط درجہ کے کاغذ پر چھپی ہوئی صرف ۲؍ میں مل جائیگی۔ اور اعلیٰ کاغذ والی ۳؍ میں۔ توقع ہے۔ کہ دوست اس کی زیادہ سے زیادہ کاپیاں خرید کر اپنے اور پرایوں میں تقسیم کرینگے تقسیم کرنیوالوں کو زیادہ خریدنے پر اور بھی رعایت کر دیجائیگی۔

تیسری کتاب جو بکڈپو چھپوا رہا ہے۔ وہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات مکاشفات اور رؤیا کا مجموعہ ہے۔ جس کا نام حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے

تذکرہ

تجویز فرمایا ہے۔ باوجودیکہ اس کی لکھائی چھپائی کاغذ عمدہ ہے۔ اور تقطیع بڑی اور صفحات چھ سو سوا چھ سو کے لگ بھگ مگر قیمت صرف دو روپیہ رکھی گئی ہے۔ اس پر بھی مزید رعایت یہ کہ جو دوست پیشگی ایک روپیہ دیدینگے۔ انہیں جلسہ سالانہ پر ۱۲؍ اور دینے سے مجلد کتاب مل جائیگی اس کے متعلق مفصل اعلان حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کی طرف سے الفضل میں پہلے شائع ہو چکا ہے احباب اسے ایک دفعہ پھر پڑھ لیں۔

چوتھی کتاب جو چھپ رہی ہے۔ وہ حضرت خلیفۃ ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی معرکۃ الآراء تصنیف

دعوۃ الامیر

ہے۔ یہ وہ کتاب ہے۔ جو بہتوں کی ہدایت اور ہمارے رہنمائی کا ذریعہ بنی ہے اور اس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دعویٰ اور اس کے دلائل ایسے لطیف اور دلنشین پیرایہ میں دہرائے گئے ہیں۔ کہ پڑھنے والا متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اس پونے تین سو صفحہ کی کتاب کی پہلے دو روپیہ قیمت تھی مگر اس کے نئے ایڈیشن کی قیمت (باوجودیکہ کاغذ پہلے سے بھی اعلیٰ لگوایا گیا ہے) صرف ۱۱؍ رکھی گئی ہے۔ اور قسم دوم کی صرف ۹؍ جو درحقیقت کچھ بھی نہیں ؛

پانچویں کتاب جو بکڈپو چھپوا رہا ہے۔ وہ حضرت صاحبزادہ میرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے کی مشہور اور مقبول عام تصنیف

سیرت خاتم النبیین حصہ اوّل

ہے۔ یہ کتاب پہلے ۱۹۲۰ء میں چھپی تھی۔ مگر اس وقت حضرت مصنف سلمہ اللہ کے مدنظر صرف وہ نوجوان تھے۔ جنھیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق کوئی جیسا ان دنوں تحقیق نہ تھی۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ اس میں زیادہ دقیق اور علمی مباحث جگہ نہ پا سکے۔ جب آپ نے اس کا دوسرا حصہ لکھا۔ جو ہر جہت سے مکمل مفصل اور ہر قسم کے مباحث اور مضامین پر مشتمل تھا تو دوستوں نے خواہش ظاہر کی۔ کہ اب اس کا پہلا حصہ بھی اسی رنگ اور طرز پر لکھا جائے۔ تاکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق جماعت کے پاس ایک ایسی کتاب ہو۔ جو دوسری کتب سے بے نیاز کر دے۔ چنانچہ آپنے باوجود سخت معروف الاوقات ہونیکے احباب کرام کی خواہش کو پورا کرنے کے لئے پہلے حصہ پر از سر نو نظر ثانی فرمائی۔ پہلے اس میں جو خامیاں یا کمیاں تھیں ان کو دور کیا۔ اس کے علاوہ جو ضروری مباحث تھے۔ وہ بھی داخل کئے اور اسے اسی رنگ میں مکمل فرمایا جسطرح کہ اسکا دوسرا حصہ لکھا تھا جن دوستوں نے اس کا پہلا ایڈیشن دیکھا ہے۔ وہ اس کے دوسرے ایڈیشن کو دیکھکر بادی النظر میں ہی معلوم کر لینگے۔ کہ ان دونوں میں کس قدر نمایاں فرق ہے۔ امید ہے۔ کہ جن دوستوں نے سیرت خاتم النبیین کا دوسرا حصہ خریدا ہوا ہے۔ وہ اس کے پہلے حصہ کا دوسرا ایڈیشن ضرور ہی خریدینگے۔ خواہ ان کے پاس پہلا ایڈیشن موجود ہی کیوں نہ ہو۔ کیونکہ انہیں مکمل اور سیر حاصل معلومات اس دوسرے ایڈیشن میں ہی مل سکیں گی۔ اور باوجود اس کے کہ دوسرے ایڈیشن میں کافی مضمون بڑھایا گیا ہے مگر پھر بھی اس کی قیمت میں نمایاں کمی کر دی گئی ہے۔ یعنی پہلے ایڈیشن کی قیمت ۱۲؍ تھی۔ مگر اس کی قیمت باوجود اس کے کہ کاغذ بہت عمدہ ہے۔ قیمت صرف ایک روپیہ رکھی گئی ہے۔ تاکہ دوست سہولت کے ساتھ خرید سکیں۔ اور اپنی معلومات کو مکمل بنا سکیں ؛

علاوہ ان کے چند اور بھی چھوٹی چھوٹی کتابیں شائع کی ہیں۔ مثلاً

آسمانی فیصلہ مصنفہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔ قیمت ۳؍

اسلام اور غلامی (انگریزی) مصنفہ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے۔ قیمت ۵؍

حدیث (انگریزی) مصنفہ مولانا مولوی عبدالرحیم صاحب درد ایم۔ اے۔ قیمت ۶؍

ابنائے فارس (انگریزی) مرتبہ صوفی عبدالقدیر صاحب بی۔ اے۔ جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خاندانی حالات اور گورنمنٹ سے تعلقات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ قیمت ۵؍

امید ہے۔ کہ دوست انہیں بھی خریدینگے۔ پڑھینگے۔ اور ان سے خاطر خواہ فائدہ اٹھائیں گے ؛

حقیقۃ الوحی کے متعلق بھی اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ اسکی پہلے پانچ روپے قیمت تھی۔ مگر گذشتہ سال جو تیسری بار چھپوائی گئی تھی) ان دوستوں کو اڑھائی روپیہ میں دیدی گئی۔ جنہوں نے ۸؍ پیشگی دیکر اپنا نام فہرست خریداروں میں لکھوا دیا تھا۔ اور بعد میں سارا سال ساڑھے تین روپے میں بکتی رہی ہے۔ مگر ان دوستوں کیلئے جو اس رعایت سے فائدہ نہیں اٹھا سکے۔ اعلان کرتے ہیں۔ کہ وہ جلسہ سالانہ سے پہلے اگر ۸؍ پیشگی دینگے۔ تو انہیں جلسہ سالانہ پر اڑھائی روپے میں مل جائیگی۔ مگر چونکہ اب اس کی تھوڑی تعداد باقی ہے۔ اس لئے صرف دو سو نسخے ہی اس قیمت پر دے سکیں گے۔ اس لئے دوستوں کو چاہیئے۔ کہ اس نادر موقع سے ضرور فائدہ اٹھائیں۔ ورنہ بعد میں پھر ساڑھے تین روپے میں ہی ملے گی ؛

المشتھر۔ ملک فضل حسین مینیجر بکڈپو تالیف و اشاعت قادیان

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں!

بنارس ۵ دسمبر۔ یونائیٹڈ پریس کو معلوم ہوا ہے۔ کہ اترا کھنڈ گورنمنٹ نے کانگریس کے پریزیڈنٹ کو ریاست میں دورہ کرنے اور کانگرس کے بنیاد پر لیکچر دینے کی ممانعت کر دی ہے۔ چنانچہ بابو راجندر پرشاد نے اپنا دورہ منسوخ کر دیا ہے۔

نئی دہلی ۵ دسمبر۔ ایسوسی ایٹڈ پریس کو معلوم ہوا ہے۔ کہ لیجسلیٹو اسمبلی کے اگلے اجلاس میں گورنمنٹ کی طرف سے یہ بل پیش کیا جائیگا کہ اٹلی کے خلاف تعزیرات نافذ کرنے کے لئے جو آرڈیننس جاری کیا گیا ہے۔ اُسے قانون کی شکل دے دی جائے۔ اور گورنمنٹ کو اختیار ہو۔ کہ جب اس قانون کی ضرورت نہ رہے تو اسے منسوخ کر دیا جائے۔

لاہور ۵ دسمبر۔ لاہور میں صورت حالات پُرسکون ہے۔ فسادات کے سلسلہ میں اب گرفتاریاں شروع ہیں۔ اور پولیس نے اس وقت تک ساٹھ اشخاص کو گرفتار کیا ہے۔ اور ابھی تک گرفتاریوں کا سلسلہ جاری ہے۔ معلوم ہوا ہے پولیس نے گوردوارہ چوہا ملا صاحب کے گرنتھی کو بھی گرفتار کر لیا ہے۔

جڑانوالہ ۴ دسمبر۔ جڑانوالہ کی مسجد میں عرصہ تین سال سے ایک کمرہ بطور حجرہ بڑا ضروری سامان کرایہ پر لیا ہوا تھا۔ جس کو مسلمانوں کی ایک پارٹی نے چند روز ہوئے اتار دیا۔ اور اب پھر ایک کوٹھڑی مسجد کے ایک کنارے ہی کرایہ پر لے لی جس پر اپنا جھنڈا گاڑ دیا۔ مگر معلوم ہوا ہے۔ اس پارٹی نے مسجد احرار کو کہا ہے۔ کہ تم اپنا دفتر مسجد سے الگ کر لو۔ ہم مسجد یا مسجد کے مکانوں پر کسی قسم کا جھنڈا نہیں لگانے دیں گے۔ اب یہاں دو پارٹیاں بن گئی ہیں۔ اور بڑی کشمکش جاری ہے۔

سکندرآباد ۴ دسمبر۔ اعلیٰحضرت حضور نظام حیدرآباد دکن اپنے ملازمین آئندہ جنوری میں شمالی ہند کا دورہ کریں گے۔ اور دہلی اجمیر۔ علی گڑھ۔ بنارس اور بڑودہ جائیں گے۔ سلور جوبلی کے موقعہ پر نزدیکی یہاں واپس آجائینگے۔

کراچی ۵ دسمبر۔ اسمبلی کے آیندہ اجلاس میں حاجی عبداللہ ہارون صاحب نے یہ ریزولیوشن پیش کرنے کا نوٹس دیا ہے۔ کہ اس حقیقت کے پیش نظر کہ حکومت عراق نے کئی قوانین ایسے نافذ کئے ہیں۔ جن کا نتیجہ ہندوستانیوں کے اخراج کی صورت میں نکلا ہے۔ یہ اسمبلی گورنر جنرل سے سفارش کرتی ہے۔ کہ وہ ہندوستانیوں کے حقوق کی حفاظت کے لئے ان عراقیوں کے خلاف جو ہندوستان میں مقیم ہیں اس قسم کے احکام جاری کریں۔ اس سلسلہ میں حاجی عبداللہ ہارون صاحب نے بہت سے سوالات کا بھی نوٹس دیا ہے۔

کوئٹہ ۴ دسمبر۔ گنجان رقبہ کی کھدائی کا کام عنقریب دو مکمل فوجی دستے برطانوی افسروں کی زیر نگرانی شروع کر دیں گے۔ کم گنجان رقبہ میں کھدائی کا کام نہایت عمدہ طور پر اور سرعت سے کیا جا رہا ہے۔

لاہور ۴ دسمبر۔ پنجاب یونیورسٹی کے اس فیصلہ کے خلاف کہ یونیورسٹی کے امتحانات میں ہر روز دو پرچے ہونگے۔ طالب علموں نے بطور پریذیڈنٹ بھوک ہڑتال کی دھمکی دی ہے۔

جبوتی ۵ دسمبر۔ اطلاع موصول ہوئی ہے کہ سیل کوٹ کے نزدیک ایبے سینین فوج نے اطالوی لائن پر حملہ کر دیا ہے۔ سیل کوٹ مکالے کے جنوب میں واقع ہے۔

بمبئی ۵ دسمبر۔ آج سر اے۔ ڈی شراف کی زیر سرکردگی انڈین مرچنٹس چیمبر کے نمائندگان نے انکم ٹیکس تحقیقاتی کمیٹی سے ملاقات کی اور اس بات پر زور دیا کہ کم از کم دو ہزار روپیہ کی آمدنی پر ٹیکس لگایا جائے۔

لنڈن ۴ دسمبر۔ دارالامرا نے جدید انڈیا بل کی پہلی قرأت کو منظور کر لیا ہے۔

نئی دہلی ۴ دسمبر۔ ہندوستان سے انگلستان جانے والے تاروں کے نرخ کی تخفیف کے متعلق سرکاری طور پر اعلان ہو گیا ہے۔ جس میں بیان کیا گیا ہے۔ کہ ۱۵ دسمبر سے انگلستان اور شمالی آئرلینڈ میں جانے والے تاروں کی شرح میں بحساب فی لفظ مندرجہ ذیل تخفیف عمل میں آئے گی۔ (ا) معمولی تاروں کے لئے ۱۵ حرفی لفظ کی بجائے ۱۲ حرفی لفظ (ب) مخفف تاروں میں ۹ حرفی لفظ کی بجائے ساڑھے آٹھ آنے فی لفظ۔ روزمرہ کے مکتوبی ٹیلیگراموں کی شرح حسب دستور رہے گی۔

کابل ۴ دسمبر۔ بلیش بلاق نامی شہر آگ لگ جانے کی وجہ سے بالکل تباہ ہو گیا ہے۔ اٹھانوے مکانات جل کر راکھ ہو گئے۔ نقصان کا اندازہ نصف کروڑ روپیہ ہے۔

کلکتہ ۴ دسمبر۔ آج بنگال کونسل میں ایک سوال کے جواب میں ہوم ممبر نے کہا۔ قانون جیل کے مطابق قیدیوں کو یونیورسٹی امتحانات میں شمولیت کی اجازت نہیں ہے۔

پیرس ۵ دسمبر۔ جنگ حبشہ کے متعلق مفاہمت کی گفت و شنید جاری ہے۔ اگرچہ ابھی تک کوئی معین بنائے مصالحت قائم نہیں کیا جا سکی لیکن صورت حالات امید افزا نظر آتی ہے۔

روما ۵ دسمبر۔ جنرل ڈی بونو آج حبشہ سے واپس روما پہونچا۔ جہاں پبلک نے اس کا کوئی استقبال نہیں کیا۔

روما ۵ دسمبر۔ ملکہ اٹلی نے مسولینی کی اپیل پر اپنی عروسی کی انگوٹھی جسے وہ سب سے زیادہ قیمتی ملکیت تصور کرتی ہے پیش کی ہے۔

عدیس آبابا ۵ دسمبر۔ ستارہ کی ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ ایک مضبوط حبشی فوج مکالے کی طرف مارچ کر رہی ہے۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ حبشیوں کے پاس رائفلیں مشین گنیں اور دیگر اسلحہ تمام جدید ساخت کا ہے اور خیال کیا جاتا ہے۔ کہ حبشی بہت جلد اطالویوں پر شدید حملہ کر دیں گے۔

کپورتھلہ ۵ دسمبر۔ آج موضع دھالیوال میں کپورتھلہ کے زمینداروں کی کانفرنس منعقد ہوئی جس میں زر لگان میں پچاس فیصدی تخفیف اور ریاست میں لیجسلیٹو اسمبلی بنانے کا مطالبہ کیا گیا۔

امرتسر ۵ دسمبر۔ گیہوں تیار ۲ روپے سات آنے ۳ پائی۔ نخود تیار ۲ روپے ہ آنے ۳ پائی سونا دیسی ۳۵ روپے ۱۲ آنے چاندی دیسی ۶۴ روپے ہے۔

پٹنہ ۵ دسمبر۔ اڑیسہ کے لئے علیحدہ یونیورسٹی کا مطالبہ کیا جا رہا ہے۔ امید کی جاتی ہے کہ وہاں علیحدہ یونیورسٹی قائم ہو جائے گی۔

راولپنڈی ۵ دسمبر۔ آنریبل سر ڈگلس ینگ چیف جسٹس لاہور ضلع راولپنڈی کے سکاؤٹس کے معائنہ کے لئے ۸ دسمبر کو راولپنڈی تشریف لے جائیں گے۔

راولپنڈی ۵ دسمبر۔ آج راولپنڈی کی ایک مسجد کے قریب سکھ ڈھول پیٹ کر سکھ دیوان کے انعقاد کے متعلق اعلان کر رہے تھے۔ کہ بعض مسلمانوں نے مزاحمت کی لیکن انہوں نے اصرار کیا جس سے فرقہ وارانہ فساد کا سخت خطرہ لاحق ہو گیا۔ پولیس کے بر وقت پہنچنے پر صورت حالات پر قابو پا لیا گیا۔

لاہور ۵ دسمبر۔ آج مقامی سکھ اور آریہ کالجوں کے طلبہ نے یونیورسٹی کے اس فیصلہ کے خلاف کہ ہر روز دو پرچے منعقد کئے جائیں زبردست مظاہرہ کیا۔ طلباء یونیورسٹی ہال کے سامنے چلے گئے۔ جہاں وائس چانسلر نے طلباء کے وفد سے کسی آئندہ روز تبادلہ خیالات کرنے کے لئے کہا یہ وعدہ لیکر طلباء واپس چلے گئے اور ڈی۔ اے وی کالج میں جا کر جب انہوں نے یونیورسٹی سنڈیکیٹ کا "جنازہ" اٹھایا۔ تو پولیس نے ان پر لاٹھی چارج کیا۔ اور طلباء منتشر ہو گئے۔

لکھنؤ ۵ دسمبر۔ بجڑ ایچ میں پٹرول کے ایک ٹینک کو آگ لگ گئی۔ جس سے ایک قریب کی دوکان بھی جل کر راکھ ہو گئی۔ دس ہزار روپیہ کے نقصان کا اندازہ کیا جاتا ہے۔

قاہرہ ۵ (بذریعہ ڈاک) حکومت حجاز نے ایک قانون نافذ کیا ہے۔ جس کی رو سے حجاز میں اسلحہ جنگ خریدنے رکھنے یا ساتھ لے کر چلنے پھرنے کی ممانعت کر دی گئی ہے۔

قاہرہ ۵ (بذریعہ ڈاک) مصری لوگوں نے مصر میں برطانوی پالیسی سے متاثر ہو کر برطانوی اشیاء کا بائیکاٹ شروع کر دیا ہے۔

عبدالرحمن قادیانی پرنٹر پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا۔ اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر غلام نبی